گروکل کا جلسہ اور انتظام

آجکل گوروکل کے جلسہ کے لئے لوگ دور دور سے بکثرت آرہے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جس گاڑی میں ہم ہردوار جا رہے تھے اس کے کسی درجہ میں جگہ باقی نہ تھی ہردوار کے سٹیشن پر گاڑی بالکل خالی ہوگئی اور اس وقت ایک عجیب نظارہ تھا سینکڑوں سادھو سنیاسی اور ہزاروں مرد و عورت پلیٹ فارم پر موجود تھے اور کچھ اس افراتفری سے جمع تھے گویا میدان حشر ہے سٹیشن سے باہر گروکل کی طرف سے ایک مختصر سا کیمپ لگایا گیا تھا جس کا انتظام لالہ ٹھٹھومل صاحب ساکن بھیرہ کے سپرد تھا۔ لالہ ٹھٹھومل صاحب اپنے ہمکمیت جس فراخ حوصلگی اور مستعد طبیعت کے ساتھ کام کر رہے تھے وہ قابل تعریف تھا۔ ہم نے کیمپ میں جاکر دریافت کیا کہ ہم گروکل جانا چاہتے ہیں انہوں نے ذیل کی بات چیت کی

لالہ ٹھٹھومل صاحب - آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

ایڈیٹر الحکم - ہم لوگ قادیان سے آئے ہیں اور ہمارا مقصد ہے کہ گروکل کی تعلیمی حالت کا معائنہ کریں گو اس وقت ہم اسلامی مدارس دیکھنے جا رہے ہیں مگر راستہ میں گروکل کا دیکھنا بھی ضروری خیال کیا ہے۔

لالہ ٹھٹھومل صاحب بڑی خوشی کی بات ہے آپ ضرور گروکل جاویں اور قادیان کے ساتھ تو ہمیں بھی ایک طرح کا تعلق ہے کیونکہ مولوی نور الدین صاحب ہمارے بھیرہ ہی کے ہیں جن کی ذات پر ہم کو فخر ہے بھیرہ نے ایک ایسا پتر (فرزند) پیدا کیا

ایڈیٹر الحکم اس میں کیا شک ہے بھیرہ کی خوش نصیبی ہے کہ ایسا وجود وہاں سے آیا۔ اب تو ہمیں آپ سے محبت ہوگئی اس لئے کہ آپ ہمارے آقا کے ہم شہر ہیں

لالہ ٹھٹھومل درست بستہ ہوکر ہر طرح سے خادم ہوں آپ پہلے کھانا کھائیں۔

ایڈیٹر الحکم کھانا تو ہم سردست نہیں کھائیں گے اس وقت ضرورت ہے کہ آپ گروکل کی رہنمائی کریں کیونکہ آج ہم واپس ہوکر رات کو کلکتہ میل میں سوار ہونا چاہتے ہیں ہم نے اپنا اسباب ریلوے اسٹیشن پر چھوڑا ہے مگر ہم مطمئن نہیں۔ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ اس لائن پر عموماً نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر آپ ہمارا اسباب سٹیشن پر سے اٹھوا کر یہاں منگوا لیں تو شاید بہتر ہو۔

لالہ ٹھٹھومل بہتر ہے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ یہ کہکر وہ اپنا سارا کام چھوڑ کر میرے ہمراہ ہوئے مگر سٹیشن پر جاکر معلوم ہوا کہ خواہ ہم اسباب اسی وقت لیں یا رات کو بہرحال مقررہ کرایہ ہمیں ادا کرنا ہوگا اس پر لالہ ٹھٹھومل صاحب نے کہا آپ بے فکر رہیں ہم اسباب کے ذمہ دار ہیں یہاں ہی اسباب پڑا رہے

غرض وہاں سے فارغ ہوکر ہم کیمپ میں آئے اور لالہ ٹھٹھومل صاحب نے مناسب ہدایات کے ساتھ ہمیں دیگر سواری کے لئے دیئے جنہوں نے کنکھل تک ہم کو پہنچایا وہاں سے پیدل گروکل پہنچے ہردوار کے کیمپ میں جس مستعدی کے ساتھ آریہ قوم کام کر رہی تھی وہ ایک قابل غور سبق تھا تمام والنٹیرز اپنے افسر کا حکم بلا چون و چرا مانتے تھے اور قطعاً اس کی وجہ نہ پوچھتے تھے سینکڑوں سواریوں کا انتظام آسان امر نہیں ہوتا مگر بدون کسی قسم کے شور و غل کے یہ کام ہو رہا تھا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح نور الدین متعنا اللہ بطول حیاتہ کی ایک بات یاد آگئی جو ایک موقعہ پر آپ نے فرمائی تھی اور وہ یہ ہے

کہ انسان جس جس قدر اپنے آپ کو قرآن مجید کی حکومت کے نیچے لاتا ہے اسیقدر وہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کے نیچے آتا جاتا ہے قرآن مجید کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس کا نام جنت ہے اور قطع نظر اور باتوں کے کوئی شخص بھی جو قرآن کریم کی کسی ہدایت پر عمل کرتا ہے وہ اس کا پھل پاتا ہے چراغ کا کام روشنی کا دینا ہے خواہ ایک مومن اس کو جلائے یا فاسق فاجر۔ وہ روشنی ضرور دیگا اسیطرح قرآن کریم کی ہدایت ہے۔

جیسے ایک شخص کو ایک مرتبہ کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ وہ ایک ایسی جگہ جاتا تھا جہاں اکثر لوگ زنا میں مبتلا ہوکر امراض خبیثہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اس کا لازمی نتیجہ ہیں اسکو کہا کہ قرآن مجید کی ایک ہدایت کو یاد رکھو لاتقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بڑی بے حیائی اور بری راہ ہے اس شخص نے اس بات پر عمل کیا اور وہ خدا کے فضل سے محفوظ رہا

اس واقعہ کے بیان سے غرض یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت سے کوئی شخص بھی فائدہ اٹھائے وہ اس کا ثمرہ اٹھائیگا اسلام نے ایک امیر کی فرمانبرداری اور امام کی اطاعت کی کتنی تاکید کی ہے۔ اب جو قوم جو گروہ اس ہدایت پر عمل کریگا اس کے مبارک نتائج اسکو حاصل ہونگے آریہ لوگوں نے اپنے نظام کے لئے اپنے افسروں کی اطاعت کی۔ اس کا نتیجہ بہرحال اطمینان بخش ہونا چاہئے

المختصر ہم وہاں سے روانہ ہوکر کنکھل پہنچے۔ اور وہاں سے پیدل گروکل کو روانہ ہوئے گروکل کے راستہ میں دریائے گنگا حائل ہے اور وہ اپنی عجیب اور دلکش شان سے پیچ و خم کھاتی ہوئی بہ رہی ہے۔ وادی گنگا کا نظارہ قدرتاً نہایت دربا واقع ہوا ہے گنگا کا پانی نہایت مصفا اور ٹھنڈا ہے گنگا کی تہ میں بیشمار پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ راستہ میں دائیں جانب سے گنگا کو عبور کرنا پڑتا ہے جسکو عارضی پلوں کے ذریعہ قابل گذر بنایا گیا ہے۔

دامن کوہ میں درختوں کے جنگل اور جھنڈ میں گروکل کا جھنڈا لہراتا ہے۔ ۸ بجے کے بعد ہم گروکل کی سرزمین میں جا پہنچے چونکہ گروکل کا جلسہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے انہیں ایام ایسٹر میں ہونیوالا تھا اس لئے جنگل میں منگل ہو رہا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں چھپر بنائے گئے تھے جو جلسہ پر آنیوالوں کے لئے مہمان خانے تھے۔ اور یہ کہنا درست ہے کہ گروکل اگر درویش خانہ ہے تو وہاں آنے والوں کے لئے پھوس کی کٹیا ہی بہترین مکان ہو سکتا تھا جلسہ کا انتظام کرنے کے واسطے بہت نوجوان موجود تھے اور دروازے کے بہت ہی قریب انکوائری آفس تھا جہاں پہنچکر ہم نے لالہ منشی رام صاحب کا پتہ پوچھا اور کہا کہ وہاں پہنچا دو ایک نوجوان ہمارے ساتھ ہوا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت چوہم

حالسین پیشگی بیجائیگی

عوام سے ...... صہ

خواص سے ...... عہ

ہندوستان
سے باہر } ...... ے

غرباء سے اور
غیر مستطیع احباب سے } ۱۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

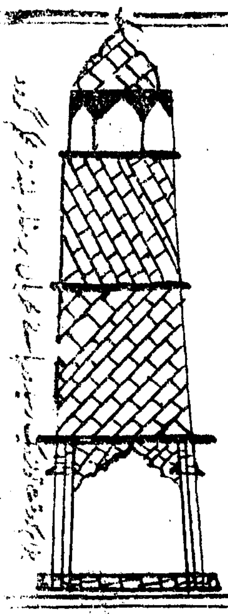
ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جیکو ہم با تو گرائی چہاد رقادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۲۱ و ۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۵ و ۱۶



ایک دینی سفر

نمبر (۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دیر تک نصائح فرماتے رہے اور فرمایا کہ ہر قسم کے لوگوں سے ملنا چاہیے اس سے بہت کچھ تجربہ اور فوائد حاصل ہوتے ہیں مومن کو ایک نیت کر لینی چاہیے جو نیک ہو۔ میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ

من بہر جمعیتے نالاں شدم ؛ جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

میں چاہتا تھا کہ میاں صاحب کو ساری مثنوی پڑھا دوں مگر جس قدر پڑھ دی ہے وہ کافی ہے باقی اللہ تعالیٰ خود ہی آپ کو پڑھا دیگا۔

فرمایا کہ ہردوار تو ...... دانوں کو یوگ ابھیاس کے متعلق حد درجہ کا اعتراض ہے یہ بات ...... کہ یوگ وِدّیا کا نتیجہ شناکت مت نکلا ہے اسکو تم کیوں کوئی مفید چیز سمجھتے ہو۔ اس قسم کی نصائح کے بعد بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس وفد کو اجازت دی اور ۳ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو علی الصباح یہ جماعت روانہ ہوئی۔

امرتسر پہنچکر یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ گروکل راستہ میں پڑتا ہے بہتر ہے کہ گروکل کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ یہ تجویز پاس ہونے کے بعد ہردوار پہنچنے سے ہم سب ہردوار کو روانہ ہوئے

افسران ریلوے کے توجہ طلب

اسی موقعہ پر اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض ذمہ دار ملازمان ریلوے کی بے پروائی اور عدم توجہی سے مسافروں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ہم نے امرتسر سے ہردوار تک انٹر میڈیٹ کلاس کے ٹکٹ لئے مگر انٹر میڈیٹ کلاس کی گاڑی میں مطلق گنجائش نہ تھی مجبوراً تھرڈ کلاس میں سفر کرنا پڑا۔ گارڈ کو اطلاع دی گئی تاکہ ...... کرایہ کا دعویٰ کیا جاوے۔ متواتر کئی سٹیشنوں تک اسے تصدیق کرنے کے لئے عرض کیا گیا تب جا کر اس نے ٹکٹوں پر نشان کر دیا۔ بالآخر ہردوار کے سٹیشن پر آکر اطلاع کی گئی۔ امید ہے ذمہ دار افسر اس پر توجہ کرینگے۔ کہ مسافروں کو ایسے موقعہ پر کوئی دقت پیش نہ آوے۔

ہردوار

ہردوار ہندوؤں کا ایک نہایت ...... شہر ہے ان کے اعتقاد کے موافق یہ بیت اللہ ہے اور ہر یدوار کے معنوں کا یہی مفہوم ہے۔ یہ گنگا کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے جو زیادہ تر مندروں ہی کا بنا ہوا ہے۔ اس وقت مجھے ہردوار کی تاریخ لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ گروکل کو جانے والے مسافروں کو سٹیشن پر اترنا پڑتا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر و پبلشر کے چھپکر شائع ہوا

المنیر کی فتنہ انگیزی

المنیر جو آئے دن احمدیوں کے منہ آتا رہتا ہے اب ایک تحریر کے ذریعہ پھر کفر و تکفیر کے مسئلہ کو چھیڑ کر ہمیں اس فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے جس سے ہم خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ نکل چکے ہیں - المنیر یقین رکھے کہ ہم ایسی بے مصرف باتوں میں ہرگز نہیں پڑنا چاہتے ہم دنیا میں کفر پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو مومن بنانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں یہ تکفیر اور فتویٰ بازی آپ کے ملانوں کو مبارک رہے اس مسئلہ پر ایک سیر کن بحث ہو چکی ہے جو حوالہ ۲۴ - مئی کے پرچہ سے آپ دیتے ہیں اگر اصل پرچہ پڑھو تو اپنے اعتراض کا جواب اسی فقرہ سے آگے پڑھ سکتے ہو - ہمارا عقیدہ ہرگز ہرگز کسی لڑکی کے خواب کی بنا پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں وہ فقرہ صاف صاف لکھ دیا جو اس لڑکی نے خواب میں سنا تھا۔

فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی

پھر دوسرے نمبر میں المنیر حضرت اقدس کے الہامات پر تمسخر اڑاتا اور انھیں گول مول بتاتا ہے اور اپنے چند مزخرفات اٹکل کے تکے پیش کرتا ہے - اور یوں بالواسطہ تمام انبیاء علیہم السلام کے الہامات کا مضحکہ اڑاتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتا ہے - کاش اسے معلوم ہو کہ الہامی زبان کا یہی طرز ہے اور پیشگوئیوں میں ایمان کو بالغیب رکھنے کیوجہ ایک نہ ایک پردۂ خفا ضرور رہتا ہے تاکہ مجتہدین ثواب حاصل کریں - المنیر کے نزدیک تو مسیح کے الہامات بھول بھال آئینگے - مریٰ ٹریجی بھی گول مول ہونگے - اور ھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین پر بھی دل میں اعتراض کھٹکتا ہوگا کہ خداوند عالم الغیب کو ٹھیک ٹھیک وقت معلوم نہ تھا جو بضع سنین کر دیا - درحقیقت کئی ایسے نام کے مسلمانوں کے دلوں میں ایسے ایسے اعتراض پوشیدہ ہیں جو براہ راست تو ظاہر نہیں کرتے مگر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ان کے دل کی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں - مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود اسلام کی اشاعت کے لئے آیا تو اب اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے - وہ بھی اسلام ہی پیش کرتے تھے جس پر ہم ایمان لاتے ہیں - یہ پہلا قدم ہے دوسرا قدم جب اٹھاتے ہیں تو دائرہ ارتداد میں جا پہنچتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو خدا منوانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے پس لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے - یہ سب کچھ مسئلہ نبوت کی ضرورت نہ سمجھنے کیوجہ سے ہے پھر ان لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف قرآن مجید سے دلیل دینی ہوگی - گویا ان کی نظر میں سنت و احادیث رسول اللہ صلعم اور قیاس صحیح و اجماع امت کوئی چیز نہیں - حالانکہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کتاب و سنت و احادیث سبیل المومنین و قیاس صحیح چاروں چیزوں سے کام لے ؁

المنیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر کلام کو گول مول بتاتا ہے وہ ذرا الہام ہدایت النیام یاتون من کل فج عمیق پر ہی غور کرے کہ ایک شخص ایک گاؤں میں رہنے والا شخص جسے علمی دنیا میں کوئی جانتا بھی نہیں وہ خدا سے خبر پاکر دعویٰ کرتا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ دور دراز علاقوں سے میں لوگ آئینگے اور مجھے ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی دیجائیگی اور باوجود سخت مخالفتوں کے کامیاب ہونگا اور قاتلانہ منصوبوں سے محفوظ رہکر ۷۵ برس کے قریب عمر پاؤنگا - اور مظفر و منصور اس دنیا سے اٹھایا جاؤنگا اب کیا المنیر اس صداقت سے انکار کر کے کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہوا ؁ اسے کہتے ہیں خدا کا کلام اور اس کا نام ہے سچا الہام - باقی رہا یہ سوال کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے - انشاء اللہ اس پر کسی وقت مفصل بحث ہوگی ؁

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر ایک نظر

جب میں نے پروگرام میں دیکھا کہ ہندوستان کے مختلف قابلیت و مختلف طبائع و مذاق کے علماء ایک جلسہ میں جمع ہونیوالے ہیں تو میرے دل میں شوق اٹھا کہ میں ضرور ان کی تقریریں سنوں اور اسلام کی موجودہ حالت کا اندازہ لگا سکوں چنانچہ ۴ اپریل ۱۹۱۲ء میں خلیفۃ المسیح کی اجازت سے لاہور روانہ ہوا

۵ اپریل پہلا اجلاس بہت ہی بیرونق رہا - ایک پیر صاحب کا وعظ تھا وعظ اور لیکچر میں پہلے یہ فرق بیان کیا جاتا تھا کہ وعظ میں بالخصوص آیات و احادیث کا ذکر ہوتا ہے - اور لیکچر میں یہ نہیں ہوتا مگر بعض وعظ سننے سے یہ بات بھی کھل گئی کہ وعظ نام ہے چند بیہودہ اور بے نتیجہ کلمات کا جن کا کوئی سر ہو نہ پیر - بعض قرآن مجید کے پڑھنے میں اپنے علم موسیقی کے کمال کا ثبوت دیا مگر اسطرح حروف اپنے مخارج سے باہر نکل جاتے تھے آپ نے بیان کیا کہ سب نبیوں سے کہا گیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ ورنہ نہ نبوت ملیگی نہ اور کوئی فضیلت - پھر کہا کہ نئی روشنی کے جنٹلمین ہماری باتوں پر ہنستے ہیں - افسوس ہے کہ وہ قرآن مجید نہیں پڑھتے ورنہ وہ اس میں ایک صندوق کا ذکر ضرور پاتے - جو بلی کی بولی بولتا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب میں عصا کے لئے ایک خوفناک جنگ ہوئی - جبرئیل نے فیصلہ کیا - ۹ لاکھ آدمی نے اس عصا کے چھیننے کی کوشش کی میں نہیں سمجھتا کہ حمایت اسلام ایسے مواعظ سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے اور اسلام کو اس بھونڈی

اور ناظم جلسہ کے کیمپ میں لاکر چھوڑ گیا وہاں سے فوراً ایک والنٹیر اور ساتھ ہوا ہمارا **وفد** وہاں ٹھہرا۔ ایڈیٹر الحکم حضرت امیر **وفد** حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ارشاد کے ماتحت لالہ منشی رام صاحب کے پاس پہنچا۔ لالہ منشی رام صاحب اس وقت ایک یورپین لوآزبیہ سے ملنے کے لیے باہر آئے تھے مگر میری اطلاع پر فوراً وہ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائے - اور مندرجہ ذیل گفتگو معمولی مزاج پرسی کے بعد ہوئی - یہ کہنا ایک معمولی امر ہے کہ لالہ منشی رام صاحب نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

لالہ منشی رام صاحب - آپ نے بڑی مہربانی فرمائی جو گروکل کی جھوپڑی میں تشریف لائے ؛

ایڈیٹر الحکم میرا تو عرصہ سے آپ کے گروکل کو دیکھنے کا ارادہ تھا مگر کبھی فرصت ہی نہیں ہوئی۔ اسوقت اتفاق سے ایک تقریب نکل آئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت ایک کمیشن اسلامی مدارس کے معائنہ کے لیے قادیان سے نکلا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اسلامی درسگاہوں کے طریقہ تعلیم اور تربیت۔ انتظام بورڈنگ ہوس - نصاب تعلیم اور دوسرے امور پر غور کرے - کیونکہ ہمارے ایک **اسلامی** مدرسہ دینیات کا ہے - جہاں سے اللہ تعالیٰ چاہے تو مبلغین اسلام پیدا ہوں ہم چاہتے ہیں کہ اگر کسی جگہ سے کوئی عمدہ بات انتظام عام یا تعلیم کے متعلق ملے اسے لیکر اپنے سکول میں رائج کریں ہمارے اس وفد کا امیر حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مقرر فرمایا ہے اور چند قابل علماء اور اساتذہ بھی شامل وفد ہیں ؛

لالہ منشی رام - کیا جناب مرزا صاحب کے صاحبزادہ بھی آئے ہیں ؛

ایڈیٹر الحکم وہ اس وقت آپ کے ناظر جلسہ کے کیمپ میں ہیں - ہم آج ہی واپس جانا چاہتے ہیں اور یہ جگہ تو نہایت خوشگوار ہے ؛

لالہ منشی رام صاحب تو آپ چند دن یہاں ٹھہریں

ایڈیٹر الحکم - یہ میرا کام نہیں کہ میں ٹھہر سکوں خواہ میرا دل چاہتا بھی ہو - ہم اپنے امیر کے زیر حکم ہیں آپ ان سے دریافت کریں

لالہ منشی رام صاحب بہتر ہے - اُنھوں نے پروفیسر رام دیو صاحب بی - اے - بی - ٹی کو بلایا - اور میرے ساتھ یہ ہدایات دیکر روانہ کیا -

آپ مرزا صاحب کی خدمت میں چند روز ٹھہرنے کی التجا کریں اور انھیں گروکل میں پنڈت نند لعل صاحب کے کمرے میں ٹھہرا دیں - اور سب سے پہلے کھانا کھلا کر آپ کو آرام کرنے دیں - اگر وہ کسی وجہ سے قیام نہ کر سکیں تو پھر مہاشہ مرلی لال صاحب ساتھ ہو کر گروکل دکھائیں - اور جو امر دریافت کیا جاوے وہ آپ کو بتایا جاوے ؛

پروفیسر رام دیو صاحب ایک نوجوان ہیں ان کا نام ہندوستان بھر میں ان کی مسلمہ **قابلیت** اور اعلیٰ درجہ کی قوت تحریر و تقریر کے لیے مشہور ہے ان کو دیکھ کر کوئی شخص قیاس نہیں کر سکتا کہ وہ بی - اے بی - ٹی ہیں - یا ان خوبیوں کے انسان ہیں جو ان میں پائی جاتی ہیں - نہایت سادہ زندگی ہے نہ لباس میں کوئی نمائش ہے نہ کلام میں تکبر اور خود نمائی - میں گروکل کے متعلق ایک رائے آخر میں لکھونگا - یہاں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ پروفیسر رام دیو ایک نہایت خوش اخلاق نوجوان ہے اور قومی محبت کے نشہ میں وہ سرشار ہے - اپنی صحت اور عافیت کی بھی انھیں کچھ پروا نہیں جس وقت ان سے ملنے کا موقعہ ملا ہے ان کا پاؤں زخمی تھا مگر وہ بدون پروا کئے چلتے پھرتے اور دوڑ دھوپ کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرتے تھے میرے ساتھ آکر اُنھوں نے دست بستہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے باصرار چند روز قیام کرنے کی درخواست کی مگر معذوری ظاہر کرنے پر وہ ہم کو اس کمرہ میں لے گئے جہاں ہم کو ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا - اور سب سے پہلا کام ملا تو قف جو کیا گیا وہ یہ تھا کہ

ہمیں کھانا کھلایا گیا

کھانا کھانے کے وقت وہ خود اور دوسرے چند معزز صاحب تشریف فرما رہے اور کھانا کھا چکنے کے بعد لالہ مرلی لال صاحب کو ہمارے ہمراہ کر دیا تاکہ ہم گروکل کو دیکھ سکیں -

(باقی آئندہ)

مضامین اکمل

دعا

یا رب دلِ ناداں کو تو فہم و فراست دے
تو عقل و کیاست دے تو علم سیاست دے
پھر کانٹوں پہ تلوہ ہو پھر طور کا جلوہ ہو
پھر من و سلویٰ ہو پھر رزق بہ منت دے
پھر پیار کی باتیں ہوں پھر وصل کی راتیں ہوں
پھر اگلی سی صحبت دے پھر پہلی سی الفت دے

یوسف کا اقرار

اربعین میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حافظ محمد یوسف پنشنر امرتسر کے بارے میں لکھا تھا کہ "وہ ایک وقت حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف بیان کرتے تھے آسمان سے ایک نور نازل ہوا مگر میری اولاد اس سے محروم رہ گئی - مگر اب سُنا ہے اس سے انکار کرتے ہیں" آخر حق حق ہی ہے - حق بر زبان جاری - اب بعض اپنے منافقات کی وجہ سے آپ اس خبر کی تصدیق فرماتے ہیں - دیکھو اہل فقہ مطبوعہ یکم اپریل صفحہ ۱۰ " عبداللہ صاحب مرحوم بھی کہا کرتے تھے کہ میری اولاد سب دنیادار ہے - اسوقت تو ہم عبداللہ صاحب کی باتوں کو ایسا ہی جانتے تھے - مگر آج ہم خود دیکھتے ہیں " دنیادار ہونا یا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد لینے والے کو نہ ماننا ایک ہی بات ہے -

---

بقایا دار توجہ فرماویں

خریداران الحکم اپنے اپنے ذمہ کا حساب صاف کریں سنہ ۱۹۱۲ء کی قیمتیں پیشگی لی جائینگی

صورت میں دکھا کر کیوں غیر مسلموں کو ہم پر ہنسانا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب اٹھے غالباً یہ ان کا پہلا وار تھا۔ اس لئے قابل معافی ہے انہوں نے اپنی بھرائی ہوئی آواز میں بڑے زور کے ساتھ فرمایا جانتے ہو میں کون ہوں۔ افسوس ہے کہ ایک صاحب نے روک دیا۔ اور جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے دل ہی میں رہ گیا خیر میں انہیں انٹروڈیوس کرا دیتا ہوں آپ مولوی عبدالرحمن محی الدین لکھوکے والے کے خلف ہیں جن کا ذکر حقیقۃ الوحی میں ہے اور جو خدا کے نبی کے مقابلہ میں انی مھین من اراد اھانتک کے نشانے بن چکے ہیں۔ تقریر چونکہ دھیمی آواز میں پریشان خیالات کا مجموعہ تھی اس لئے سنی نہیں گئی۔

دوسرے اجلاس میں مسٹر بدرالدین قریشی نے اپنا مضمون سنایا۔ آپ نے کہا صنعتی سکول کھولے جائیں مسلمان اپنے اپنے خرچ کم کر دیں سامان اپنے بھائیوں سے سودا خرید کریں جن کے پاس روپیہ ہو وہ بینک میں جمع کرا دے جو اس سے روپیہ بڑھیگا کچھ فائدہ (سود) بھی ملیگا۔ پچھلے زمانہ میں بھی اسی قسم کے معاہدے ہوتے تھے کہ اگر تجارت میں فائدہ ہوا تو میں ایک سو روپیہ کی بجائے ایک سو دس دیدونگا؟ مسلمانوں کو اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے (خدا پر ؟)

مفتی محمد دین صاحب نے اپنا لیکچر صراط مستقیم پر پڑھا۔ پڑھا میں نے اس لئے کہا کہ لکھا ہوا مضمون سامنے رکھا تھا۔ مگر پڑھنے کا طرز ایسا تھا کہ دور بیٹھنے والوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی تھی آپ نے قرآن مجید سے وہ تمام آیات جمع کی تھیں جن میں صراط مستقیم آتا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہر بات میں آپ قرآن مجید سے استدلال کرتے تھے گو وہ بعض جگہ غلطی بھی کھا جاتے تھے۔ لیکن یہ عمل بہت پسندیدہ ہے کہ ہر مسلمان جو بات کہے قرآن مجید سے استنباط کر کے کہے مضمون کے بعض فقرات آپ کے عقائد پر بھی روشنی ڈال رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ شیطان سے مراد وہ ملکہ فطری ہے جو صراط مستقیم سے روکتا ہو لوح محفوظ دماغ انسانی کا نام۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ آیت لیستخلفنھم منسوخ نہیں ہوگئی۔ مفتی صاحب نے خدا جانے کبھی یہ سوچا ہے یا نہیں کہ اگر یہ آیت منسوخ نہیں تو کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی کے مطابق نہ ہو اور اس سلسلہ کا آخری خلیفہ بھی ایک مسیح ہو

قاضی سراج الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا یا یوں کہنا چاہیئے چودھویں صدی کے ایڈیٹر کا وقت تھا جب انکا لیکچر شروع ہو چکا تو زمیندار کے ایڈیٹر ظفر علیخان صاحب اور ان کے ساتھ ایڈیٹر افغان اور تین آدمی اور یہ سٹیج سے اٹھ کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد ایک گوشہ میں صدا آئی کہ دن کو لمپ کی ضرورت نہیں اور کچھ شور بھی ہوا مگر چونکہ وہ ایک خاص گوشہ میں تھا اس لئے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ پبلک کیطرف سے اظہار ناراضی نہیں بلکہ خاص کارروائی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن کے منتظمین نے بھی انہیں نہیں روکا یا روکنے کی کوشش ناکام رہی اور یوں اپنے لیکچرار کی بے عزتی چند نوجوانوں کے ذریعہ ہونے دی اس دفعہ انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ میں یہ بہت بڑا نقص تھا کہ ایک فریق پر کھلم کھلا چوٹیں ہوتی تھیں اور ایک مشترکہ قومی پلیٹ فارم پر بلاوجہ بے سبب آوازے کسے جاتے تھے حالانکہ ان لوگوں کو انجمن اور اس کے مقاصد سے کوئی سروکار نہیں تھا

تیسرے اجلاس میں خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر تھا آپ کی جادو بیانی اور جہیر الصوت ہونے نے سامعین کو محویت بنا دیا اور اسوقت تمام جلسہ گاہ حاضرین سے پر ہو گئی۔ آپ نے بیان کیا کہ نومیریکل سٹرنگتھ یعنی عددی طاقت بڑھانے کے لئے اشاعت اسلام ضروری ہے اور اس کام کے لئے میری نگاہیں اگر کسی گروہ پر پڑتی ہیں تو وہ وہی ہے جس کو میں بھی ایک [illegible] اس فقرہ نے مجھے بڑا مزہ دیا مگر خواجہ صاحب نے اس کی تشریح کی اور فرمایا کہ میری مراد نو تعلیم یافتہ گروہ سے ہے۔ پھر آپ نے ان کیطرف روئے سخن کیا اور انہیں سمجھایا کہ پہلے تم خود اسلام کا نمونہ بننا چاہتے ہو اگر شعائر اور اعمال کا نام اسلام ہے تو بعض موجودہ انگریزی طرز کے مسلمان اور آریہ میں کیا فرق ہے۔ کیا نماز شعار اسلام نہیں کیا یہ کسی وضعی حدیث سے ثابت ہے۔ کیا قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر نہیں کیا جنگ کے وقت بھی نماز پڑھنے کے قواعد کا ذکر قرآن میں نہیں۔ پھر اس سے اس قدر غفلت کیوں ہے۔ اگر بخشش اور دین ناموں میں موجود ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو کئی ہندو ایسے ملینگے . . . . اور اگر صرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو میرے نبی نے فرما دیا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے خواہ وہ عیسائی کے گھر میں ہو خواہ ہندو کے گھر میں یولد علی الفطرۃ وہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اسلام تو نام ہے اعمال صالحہ کا اور معتقدات صحیحہ کا اعمال کی تو کچھ نہ پوچھو یہاں تو معتقدات کی بھی خیر نہیں افسوس ہے نوجوانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے اسلام کی ترقی وابستہ ہے مذہب کے چھوڑنے پر۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ سولزیشن کے سوا کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ سوال یہ ہے کہ سولزیشن کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ کل قوی فطریہ وہ کام کرنے لگ جائیں جن کیلئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ میرے دوستو! اسلام بھی تو یہی ہے فلاح بھی اسی کا نام ہے۔ تم فلسفہ جدیدہ پر ایمان لا کر یہ تو کہتے ہو کہ ہر چیز ایک قانون کے ماتحت ہے مگر انسان بھی تو اسی کائنات کا ایک فرد ہے وہ بھی کسی قانون کے ماتحت ہے یا نہیں یہی الہی قانون اسلام ہے فلسفہ قدیم نے انسان کو ارذل مخلوقات عالم بتا کر مشرک بنایا اور فلسفہ جدیدہ نے لارڈ آف یونیورس بتا کر دہریہ بنایا اسلام نے درمیانی راہ اختیار کی اور سورہ عصر میں اس مسئلہ کو واضح کر دیا ایک طرف خلق لکم ما فی الارض جمیعا اور دوسری طرف ایمان و عمل صالحہ نہ ہونے کی صورت میں ثم رددناہ اسفل سافلین کہا جا سکتا ہے کہ فلسفہ جدیدہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا ہے۔ جس پر اسلام۔ مگر میں کہتا ہوں ربانی تعلیم اپنے ساتھ ایک روحانیت رکھتی ہے جس سے اخلاقی فاصلہ میں ترقی ہوتی ہے تم

لوگ فزیکل سٹرنگتھ کو بڑھا سکتے۔ اشاعت اسلام کرو (کاش خواجہ صاحب فرماتے اعلاء کلمۃ اللہ اور خدا کی عظمت وجلال ظاہر کرنے کے واسطے) دیکھو وہ قومیں جن کے مذہب میں دوسروں کو پیغام الٰہی پہنچانا منع ہے اور جن کی روٹی اذان کی آواز سے خراب ہوجاتی ہے۔ وہ تو چماروں اور چوہڑوں اور سکھوں کو ایک دسترخوان پر لا رہے ہیں اور تم خاموش ہو۔ پہلے دین سیکھو پھر دوسروں تک پہنچاؤ۔ قرآن اللہ تعالیٰ نے آسان کردیا اس کے لئے عربی دانی ضروری نہیں بلکہ خدا نے اس کے سیکھنے کا گر بتادیا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اور لا یمسہ الا المطہرون یہ معارف وحقائق تقویٰ وطہارت کی زندگی اختیار کرنے سے کھلتے ہیں خواجہ صاحب کا لیکچر ختم نہ ہوا تھا اس لئے ظفر علی خانصاحب نے تحریک کی کہ خواجہ صاحب کو عشاء کے وقت پھر وقت دیا جاوے۔ چنانچہ آپ نے اپنا لیکچر دوسرے وقت میں ختم کیا۔ امرتسری مولوی ثناء اللہ اور حاجی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے لیکچر بھی اسی سٹیج پر ہونے والے تھے۔ اور لطف یہ کہ ابراہیم صاحب اور خواجہ صاحب کا وقت بھی ایک ہی تھا۔ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ ابراہیم و ثناء اللہ سے چیلنج ہوچکا ہے کہ ایک سٹیج پر ہماری تقریریں ہوں اور پھر دیکھیں کہ حاضرین پر کس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور کون حقائق ومعارف قرآنی بیان کرتا ہے۔ مولوی ابراہیم اس حسرتناک نظارہ کو نہیں بھولیگا کہ خواجہ صاحب کے وقت میں حاضرین بت بنے بیٹھے ہیں اور وہاں سے نہیں اٹھتے جب تک کہ خواجہ صاحب نہیں کہتے کہ جاؤ اب شام کی نماز پڑھو اور آپکے وقت میں لوگ وقت سے ۲۰ منٹ پہلے اٹھنے شروع ہوگئے اور سکرٹریصاحب اٹھ کر تاکید کرتے ہیں کہ صاحبان بیٹھے رہو مولویصاحب کا وعظ سنو مگر لوگ بہت کم اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ابراہیم نے جو کچھ بیان کیا کاش وہ خود ہی اسپر نظر ثانی کریں سوال تو اچھا اٹھایا تھا کہ کیا وجہ ہے قرآن مجید بھی وہی اسلام بھی وہی مگر وہ "خیر وبرکات نہیں" مگر اس کا جواب کچھ نہیں دیا اور ٹالدیا۔ جیسا کہ لابد للمسلمین من امیر کے جواب میں سکوت کیا۔ بعد میں دو تین باتیں ایسی کیں جو نفس مضمون سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھیں۔ ہاں ثناء اللہ صاحب کی کچھ تعریف کرتے جاتے تھے اور وہ بھی من تو حاجی بگویم کے اصل پر۔ زندہ باش۔ جزاک اللہ کہتے جاتے تھے۔ یہی حال شیر پنجاب کے لیکچر کا ہوا جن کے لیکچر کا میں کوئی خلاصہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ مجموعہ تھا چند اشعار کا اور مجموعہ تھا چند ایسی باتوں کا جن سے قہقہہ پڑتا تھا اور چند حرکات واشارات کا جو کم از کم میرے نزدیک ایک مولوی فاضل کی شان سے بعید ہیں۔ گو ان کے لئے وہ مایۂ ناز ہوں۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ وہ خدا کے لئے سوچیں کہ وعظ کا یہ اثر ہونا چاہیئے کہ لوگوں کو اس کلمات سن کر ہنسی آئے یا یہ کہ دل خوف خدا سے پر ہوجائے اور رقت طاری ہو آپ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کو فیشن درست رکھنا چاہیئے اور اس فیشن کو سر کے بالوں کی مانگ سیدھی نکالنے اور داڑھی بڑھانے مونچھیں کتروانے میں ختم کردیا۔ مولویصاحب! اسپر تو اور کئی غیر مسلم لوگ بھی عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں کیوں آپ نے یہ نہ کہا کہ ہمارا فیشن جو ہم کو دوسری قوموں سے جدا کرتا ہے وہ **نماز** ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے ایک مسلمان کسی صورت میں غیر مسلموں میں مخلوط نہیں ہوسکتا۔ قدرت نے آپ کی آواز بھی باریک بنائی ہے تاکہ آپ کے خود ساختہ لقب کی تردید ہوتی رہے۔ ان دونوں بزرگوں کا ذکر خواجہ صاحب کے ساتھ کرنا ضروری تھا اس لئے ترتیب قائم نہ رہی۔ ہاں تو رات کو نقشبندی محمد عظیم صاحب کا لیکچر دین و دنیا پر تھا۔ جا بجا۔ موقعہ بے موقعہ آپ زور دیتے تھے اور مثنوی مولانا روم کے بعض اشعار کی توضیح کرنا چاہتے تھے۔ دو مرتبہ صدر نے کچھ اٹھکر کہنا چاہا مگر آپ بند نہ ہوتے تھے۔ بڑی مشکل سے آپنے اپنی تقریر کو چھوڑا۔ مولوی الف دین صاحب کا مضمون اچھا ہوتا ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آپ کی تقریر لوگ سنتے کم ہیں۔ آپ نے اپنے مضمون کے بعض حصوں کو پڑھکر سنایا۔ اسلام نے ہندوستان میں غیر مسلموں کی معاشرت اور مذہبی عقائد پہ کیا اثر ڈالا یہ بیان بہت دلچسپ تھا۔

رات کو ہنری مارٹن صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج نے اپنا لیکچر دیا اور آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب نے صدارت کے فرائض ادا کئے اس کا خلاصہ ایک دوست نے عجیب الفاظ میں بتایا کہ صاحب نے کہا کہ خدا کو واحد جاننا اور مخلوقات عالم کو بھائی ماننا یہ اسلام ہے تو میں مسلمان ہوں۔ صاحب صدر نے کہا۔ اگر یہ کرسچینٹی ہے تو میں کرسچن ہوں۔ یہ سمجھوتہ ہماری سمجھ میں تو آیا نہیں مگر کم از کم اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو نمونہ آجکل کے بعض مسلمان دکھارہے ہیں اسے دیکھ کر تعجب نہیں کہ اگر ہنری مارٹن نے یہی اسلام سمجھ لیا ہو اور فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین کا راز حقیقت نہ پایا ہو۔ ہاں تو اس روز (۲۸ اپریل) صبح صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کا لیکچر تھا جو آپ نے پنجاب محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں دیا۔ صاحبزادہ صاحب متین اور پرجوش بزرگوار ہیں۔ خواجہ صاحب سے آپ کو خاص عقیدت ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے لیکچر میں بار باران کا نام لاتے تھے آپنے پہلے تو سب دوستوں کو نصیحت کی کہ وہ ایک دوسرے کی نکتہ چینی اپنا پیشہ نہ بنا لیں بلکہ ٹالریشن پیکار فرما ہوں اور وسعت قلب پیدا کریں۔ ہم سب مریض ہیں۔ ممکن ہے ایک سے دوسرے کو کوئی ضرر بھی پہنچے مگر چشم پوشی کرنی چاہیئے اور قومی کاموں میں خود غرضی چھوڑ دینی چاہیئے۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں جنکو پہلا سبق الحمد للہ رب العالمین کا دیا گیا ہے جب تمام خوبیاں اسی خدائے ذوالجلال کے لئے ہیں تو پھر ہماری خودغرضی کیسی۔ اس وقت ہماری ترقی انہیں دو باتوں پر ہے اصول عبدیت اور اصول نیابت۔ ایک طرف ہم فی الارض خلیفہ ہوکر اپنے مولیٰ کے اغراض ومقاصد کے ماتحت کام کریں اور کل کائنات عالم سے جو ہمارے مسخر ہے کام لیں اور دوسری طرف قومی گاڑی کو چلانے کے لئے ہمہ صفت موصوف انجینیر نہیں ملتا۔

زین سانڈ کا اور اسطرح اپنے حریف پر چوٹ کی۔ آپ کی تقریر بہت پُرجوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی منہ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے۔ آپ نے قرآن مجید کو سوتن کے جونشان ہیں وہ جمع کر کے اُردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچگئے۔ مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کیخدمتیں گذارش ہے کہ وہ جہاں در لوٹ کر کے لاتے ہیں خدا کے لئے آیات کو با اعراب نوٹ کر کے سے آیا کریں۔ تاکہ گناہ کے علاوہ میاں ان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے

حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے۔ جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کیضرورت جتلائی۔ جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا۔ یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتاہے۔ اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں۔ اس پر جلسہ ختم ہوا۔

الغرض انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور اس کی ہر دلعزیزی روزافزوں ہے۔ قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا۔ ماشٹر غدین صاحب روشن نے قابل تعریف محنت سے کام کیا۔ ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بدرشتی پیش آتے تھے علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سُن سکتے۔ ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں۔ مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہے

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کیضرورت ہے۔ اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کرتی ہیں آگے بڑھتے ہے اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے۔ جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ سے نزدیک ہوتے جائینگے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی شانیں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے۔ حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں۔

صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ جگر جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا۔ اور زور سے اعلان کیا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فانہ حی لا یموت

میرے خیال میں حضرت صدیق کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہوسکتے ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ آپنے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ ما محمد الا رسول پڑھ کر وفات مسیح پر اجماع کی مہر لگادی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ انھیں جزائے خیر بخشے

حملہ بر خود میکنی ای سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حقہ کا ایک شوخ گرد ان

مخالف ہے۔ بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سردار انبیاء کی جناب میں بلاواسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہو وہ تین آدمیوں کے نام تیا پوری مجنون کے مریدوں میں گنوا کر لکھتا ہے۔ "مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہجائیگا"

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں۔ اس کے پیرو بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں۔ ؟ اس کی دُوات کے بعد ارتد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلد باز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے۔ آخر ان کو نادم ہونا پڑا۔ اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آ کر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو۔ آپ کو اجازت ہے

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتویٰ چھاپا ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ہر اس چیز کو بلا وضو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے"۔ چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں۔ اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا۔ چونکہ یہ فتویٰ حنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے۔ اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتویٰ پر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اگلی اُمتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی ایسی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں۔ اور اصل کتب نسیاً منسیا ہوگئیں۔ خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت ناشائستہ سے بچائے۔ ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے۔

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چند ایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱ اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا۔ اس لئے یہ پرچہ ۲۱ و ۲۸ اپریل کا شائع ہوتا ہے اُمید کہ ۷ مئی کے پرچے میں سب کسر نکال دیجائیگی۔

یہ ضرورۃ الامام - امام کی طلب صادق تھی - خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینیر کو پہچان سکیں۔

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۲۷ اپریل کو ہوا اس میں آپنے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور انھیں کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں - اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے - ہمیں چاہیے کہ وہ فضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کار زنکٹائی - اور پتلون پر اپنی عزت کا دارومدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں - بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں - اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی - ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کیگئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی۔

خواجہ دل محمدؐ کی نظم نعت نبی میں بہت اچھی تھی آپنے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلآویز تھا * شیخ عبدالقادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے - یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا - وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کی ماتحت آپنے ولایت کے قومی کاموں کا یہاں کے کاموں سے مقابلہ کیا *

اصول عدم مزاحمت - "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا - بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے - اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے - مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہونے تھے : آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے - جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں۔

مولوی عبدالمجید صاحب وکیل نے اپنی نظم شروع کی مگر عوض دو بند پڑھنے پائے تھے کہ انھیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا - یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اُٹھایا گیا - حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئیگی اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے - یہ ولی کو سمد... الافترہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا - کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالیٰ ہو - یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں - ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت اور کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے - کہ ایک لا الہ الا اللہ کہنے ولے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں - مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم ہوئی نہ اُس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں - ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا - ایک اور صاحب نے بھی اتنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے - ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالبًا صہ تک پہنچی - تو ایک صاحب نے کوٹ اُتار دیا - اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں - پھر کوٹ واپس دیا گیا - ایک پیسہ نیلام ہوا - غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا وہ دیا - لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا - کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا - مگر جب قوم کا مذاق بگڑتا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا - بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا "اس دی ڈاکٹری وے آگے کی حکمت یونانی تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے صہ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا - خیر یہ چندہ کا موقعہ تھا ۲ بجے تک چندہ ہوتا رہا * پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے - مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیال کے انتظار میں تھے - جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی - اور پگڑی نیلام پر چڑھائی - پگڑی آپکے ہاتھ میں تھی اور ساتھ ساتھ اشعار سناتے تھے جسپر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی -

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا - "مسلم ہے جو تو پھر وطن سے کیا کام" اسپر خوب تالیاں بجائی گئیں - میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا یوں صاحب! آپ اس کا کیا مطلب سمجھے - تو اُنھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو خیار وطن کیوں خرید و - پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھو - پھر آپنے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کو یہ جا کے میرا پیام دے
کہ وطن ہے دشمن آبرو تو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے - کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے - دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے - لاہور کی پبلک خصوصًا وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہانتک میں دریافت کر سکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے - اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دینے کو مہیا تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جس کثرت سے نعرہ ہائے شاباش بلند ہوئے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرہ تحسین کی آواز پہلے ایک دو سے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفے کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے - ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے بیرا بچہ اور تھو

یہ ضرورۃ الامام - نام کی طلب صادق تھی - خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینئر کو پہچان سکیں۔

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۲۸ اپریل کو ہوا اس میں آپنے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور کہیں کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں - اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے - ہمیں چاہیئے کہ وہ فضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کارنکٹائی - اور پتلون پر اپنی عزت کا دارومدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں - بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں - اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی - ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کیگئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی۔

خواجہ دل محمدؐ کی نظم نعت نبیؐ میں بہت اچھی تھی آپنے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلاویز تھا۔ شیخ عبدالقادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے - یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا - وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کے ماتحت آپ نے ولایت کے قومی کاموں کا ہمارے کاموں سے مقابلہ کیا۔

اصول عدم مزاحمت - "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا - بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے - اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے - مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے - جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں۔

مولوی عبدالمجید صاحب وکیل نے اپنی نظم شروع کی مگر وہ چند شعر پڑھنے پائے تھے کہ انہیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا - یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اُٹھایا گیا - حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئے اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے - یہ وہی کو صدر انجمن الافرقہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا - کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالیٰ ہو - یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں - ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت اور کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے - کہ ایک لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں - مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم نہوئی نہ اُس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں - ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا - ایک اور صاحب نے بھی اتنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے - ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالبًا ؏ تک پہنچی - تو ایک صاحب نے کوٹ اُتار دیا - اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں - پھر کوٹ واپس دیا گیا - ایک پیسہ نیلام ہوا - غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا وہ دیا - لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا - کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا - مگر جب قوم کا مذاق بگڑتا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا - بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا " اس دی ڈاکٹری رہے آگے کی حکمت یونانی تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ؏ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا - خیر یہ چندہ کا موقعہ تھا ۱۲ بجے تک چندہ ہوتا رہا۔ پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے - مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیال کے انتظار میں تھے - جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی - اور پگڑی نیلام پر چڑھائی - پگڑی آپکے ہاتھ میں تھی اور ساتھ ساتھ اشعار سناتے تھے جسپر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی -

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا - "مسلم ہے جو تو پھر وطن سے کیا کام" اسپر خوب تالیاں بجائی گئیں - میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا یوں صاحب! آپ اس کا کیا مطلب سمجھے - تو اُنھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو خبار وطن کیوں خریدو - پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھے - پھر آپ نے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کو یہ جا کے میرا پیام دے
کہ وطن ہے دشمن آبرو تو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے - کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے - دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے - لاہور کی پبلک خصوصًا وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہاں تک میں دریافت کر سکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے - اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دینے کو ملیا تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جس کثرت سے نعرہ ہائے شادمانی بلند ہوئے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرہ تحسین کی آواز پہلے ایک دو سے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفہ کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے - ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے پیر ابجر اور نتھو

زین سلنہ کا اور اسفر جیرا اپنے حریف پر چوٹ کی۔ آپ کی تقریر بہت پُرجوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی منہ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے۔ آپ نے قرآن مجید کو سوئی کے جو نشان ہیں وہ جمع کر کے اردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچگئے۔ مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جہاں نوٹ کر کے لاتے ہیں خدا کے لئے آیات کو با اعراب نوٹ کر کے لے آیا کریں۔ تاکہ گناہ کے علاوہ ان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے

حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے۔ جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کی ضرورت جتلائی۔ جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا۔ یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتا ہے۔ اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں۔ اس پر جلسہ ختم ہوا۔

الغرض انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور جس کی ہر دلعزیزی روزافزوں ہے۔ قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا۔ ماسٹر چراغدین صاحب روشن نے قابل تعریف محنت سے کام کیا۔ ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بدرشتی پیش آتے تھے علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سُن سکتے۔ ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں۔ مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہے

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کرتی ہیں آگے بڑھنے سے اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے۔ جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ سے نزدیک ہوتے جائینگے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی شانیں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے۔ حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں۔ صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ کہ جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا۔ اور زور سے اعلان کیا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فانہ حی لا یموت

میرے خیال میں حضرت صدیق کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ ما محمد الا رسول پڑھ کر وفات مسیح پر اجماع کی مہر لگا دی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے

حملہ بر خود میکنی اے سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حقہ کا ایک شوخ گردن مخالف ہے۔ بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے۔ ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سردار انبیاء کی جناب میں بلا واسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہو۔ دو تین آدمیوں کے نام تیار پوری مجنون کے مریدوں میں گنوا کر لکھتا ہے۔ "مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہجائیگا"

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں۔ اس نے پر بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں۔ ہاں اس کی وفات کے بعد ارتداد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلد باز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے۔ آخر ان کو نادم ہونا پڑا۔ اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آ کر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو۔ آپ کو اجازت ہے۔

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتویٰ چھاپا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "ہر اس چیز کو بلا وضو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے" چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں۔ اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا۔ چونکہ یہ فتوی حنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے۔ اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتوی پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اگلی اُمتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی ایسی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں۔ اور اصل کتب نسیاً منسیا ہو گئیں۔ خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت ناشائستہ سے بچائے۔ ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے۔

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چند ایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱ اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا۔ اس لئے یہ پرچہ ۲۱ و ۲۸۔ اپریل کا شائع ہوتا ہے امید کہ ۷ مئی کے پرچے میں سب کسر نکال دیجائیگی۔

ھوالقاھر فوق عبادہ

۴۵ ہزار ٹن وزنی ۸۸۲ فٹ لمبا ۹۲ فٹ چوڑا - ۹۷ فٹ بلند دنیا کا عظیم الشان امریکن جہاز جسپر ۱۱ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ لاگت آئی تھی - جس میں سیر گاہیں - تیرنے کے حوض - بے تار برقی غرض راحت رسانی کے اعلیٰ ترین سامان تھے ۔ برفانی ٹیلوں سے ٹکرا کے جن کی لمبائی قریباً اکسو میل تھی ۱۵ - اپریل کو شمالی امریکہ کے انگریزی مقبوضہ نیوفونڈلینڈ کے قریب - غرق ہو گیا - ۱۰ - لاکھ پونڈ کے تو ہیرے ہی تھے ۲۳۵۰ آدمیوں میں صرف ۸۶۸ بچائے جا سکے - جس سے ثابت ہو گیا کہ ھوالقاھر فوق عبادہ - انسان خواہ کسی قدر ترقی کرے مگر اللہ تعالیٰ کی طاقت بہت زبردست ہے ۔

مدینۃ المہدی

حضرت خلیفۃ بخیر و عافیت ہیں - اور درس قرآن مجید و احادیث میں مشغول

حضرت صاحبزادہ صاحب مع علماء ابھی تک سفر پر ہیں جلد واپس آنے کی اُمید ہے -

خطبہ و نماز جمعہ خود حضرت خلیفۃ المسیح پڑھاتے ہیں -

سکول انگریزی کی عمارت بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی فراہمی کی اپیل کی گئی ہے - گورنمنٹ نے ۲۰ ہزار دینا منظور فرمایا ہے - بشرطیکہ ہم ساٹھ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ پر خرچ شدہ دکھا دیں -

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جمعہ کے خطبہ میں قوم کو اپنے عہد پر جو ان کے دست مبارک پر کیا ہے ثابت قدم رہنے اور اپنے میں نیک نمونہ بنانے کی تاکید اکید فرمائی کیونکہ عہد شکنی کا نتیجہ نفاق ہے - فاعقبھم نفاقًا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون

اور فرمایا کہ بدظنی سے بچو اور بدنام ہونے سے بھی بچو - خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے - واللہ مخرج ما کنتم تکتمون جو کچھ تم چھپاتے ہو اللہ اسے ظاہر کرنیوالا ہے - جو شخص ایک انسان کے سامنے تو بدی کرنے سے جھجکتا ہے - مگر خدا کو حاضر ناظر جان کر پھر بدی کرتا ہے - اس نے خدا کو نہیں پہچانا - اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال کی توفیق بخشے -

مراکش بھی گیا

ایک وکیل لکھتا ہے کہ وہ ملک جسکو مسلمانوں نے ۷۰۲ء میں فتح کیا تھا - ۳۱ مارچ گذشتہ کو پیرس (فرانس) میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ سلطان مراکش نے اس عہد نامے پر دستخط کر دیئے ہیں جس کی رُو سے آئندہ یہ ملک فرانس کا ایک ماتحت صوبہ رہجائیگا - موجودہ سلطان مولائے عبدالحفیظ ۱۹۰۸ء میں تخت نشین ہوا تھا یورپ کا اثر رسوخ روز بروز بڑھنے سے شورش بڑھتی گئی اور ابتری پھیل گئی قوم نے انکو معزول کرکے مولائے زین العابدین کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا - فرانس نے مولائے عبدالحفیظ کی حمایت کے بہانے فوجکشی کی اور سلطان مراکش اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے - موجودہ حالات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اسلامی سلطنت کے اس انتہائی

بھارت سیوک اوشدھالیہ گجرات پنجاب کی موجودہ طبی دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی اور فن طبابت سے بے بہرہ خود غرض مطب اشتہاری لوٹیروں کو شرمندہ کرنے والی جادو اثر ادویات کے استعمال سے حیرت انگیز صحتیابیاں

گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں سرکاری اسٹامپ کے کاغذ پر حلفی تحریر داخل ہو کر وہ دوا خانہ کی بچت کی پائی پائی رفاہ عام اور مریضوں کی ہی نذر کر دی جاتی ہے۔ اپنے ذاتی مصارف کے لئے ایک پیسہ بھی حرام برابر ہے

صاحبان جہاں دیگر اشتہاری دوا فروش لکھ پتی بننے کے خواہشمند ہیں وہاں جناب حکیم لالہ میا داس جی نے علاوہ اپنے باون برس کے تجربات طبابت میں اکسیر الاکسیر ثابت شدہ ادویات سے کئی لاکھا لاعلاج مریضوں کو مختلف امراض سے صحتیاب کرنے کے گزشتہ سال میں عنقریبا پانچ ہزار روپیہ کی رقم نقد اور ادویات کی شکل میں دیزرویش کے مریضوں کی مفت نذر کر دی ہے کیونکہ ان کی دنیاوی ضروریات پر آپ کی اپار دلیا سے طبابت کے سوائے دیگر ذرائع سے پوری ہو رہی ہیں۔ آپکا مشن اپنے علاج و ادویات سے صحتیاب اشخاص کی نیک دعاؤں کو اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے اور یہ تمام حالات اخبارات کا مطالعہ کرنے والے احباب پر بخوبی روشن ہو چکے ہیں دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ اس بزرگ کی ادویات سے صحتیاب شدہ مریض کے اسپیشل اعلیٰ سرٹیفکیٹ اخبارات میں دیکھ چکے ہیں جو بڑے بڑے مشہور ڈاکٹروں نے دوائی خانجات کو نصیب نہیں ہونگے اشتہار کسی مالی فائدہ کے لئے نہیں دیا جاتا بلکہ گاہ بگاہ صرف اس لئے دیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو اس بزرگ کی بے غرض پبلک خدمات کا حال معلوم نہ ہو وہ اگر چاہیں تو اس سے فائدہ اٹھاویں۔ اور اس کے حق میں دعائے خیر دیں کسی صاحب سے ہرگز ہرگز کوئی چیز غلط یا خاص استدعا نہیں بلکہ جب کا ہزار بار اطمینان جم سکے صرف وہ اپنے وقت کے دھوکہ بازی کی جادو اثر ادویات سے فائدہ اٹھاویں سلیم دھرم جاری ہم کی تاجپوشی کی خوشی میں اس بزرگ کی ساڑھے تین ہزار روپیہ کی وقف کردہ رقم میں سے بمبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ کی ادویات یعنی اننت بل رسائن اور طلا مایوسین پبلک کو مفت نذر ہو چکی ہیں انعامی ڈبوں کا نتیجہ اخبار ہندوستان اور آریہ گزٹ میں گزشتہ ہفتہ شائع ہو چکا ہے۔ اب یکم جون ۱۹۱۲ کے مبلغ دو ہزار کی باقی ماندہ رقم میں سے مندرجہ ذیل ادویات خاص) میں رعایتی قیمتوں پر پبلک کی نذر کی جاویگی جس صاحب کا جی چاہے منگالے ورنہ پھر قیمت مقررہ سے ایک پائی بھی کم نہ لی جاویگی۔

چند تازہ اور بلا جان پہچان بلا استدعا موصول شدہ معززین کی قابل دید شہادتیں (۱) شرمان لالہ رسیک رام جی بی اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور میرے دستخط سے اننت بل رسائن کی از حد تعریف کی ہے میں نہایت خوش ہوں کہ آپنے ایک ایسی اعلیٰ دوائی پیدا کی کہ خلق خدا کی کئی امراض کو دور کیا ہے میرے مہربان دوست مجھے لکھتے ہیں کہ اننت بل رسائن چہرہ پر خاص سرخی پیدا کرتی ہے۔ دماغ تمام دن کام کرنے سے نہیں تھکتا طبیعت میں خاص کسادٹ پیدا ہوتی ہے جسم کا بوجھ بھی بڑھ گیا ہے۔ غرضیکہ دوا عجب اور اکسیر ہے [illegible] میں تولہ کے استعمال کے ہیں بذریعہ ویلیو پے ایبل ڈاک ۲۰ تولہ مجھے اور ارسال فرماویں ...... وغیرہ (۲) جناب بابو لچھمن داس صاحب پوسٹ ماسٹر کھیوڑہ ضلع جہلم جیسا کہ آپنے تحریر فرمایا تھا صرف بیس تولہ ہی مریض کو بیشک بہت فائدہ ہوا ہے تمام بہت کچھ ترک گیا ہو اور دیگر بیشمار فوائد نظر آتے ہیں۔ میں اس بزرگوار صفت آثار کا تہ دل سے شکر گزار ہوں ..... وغیرہ (۳) جناب ڈاکٹر سردار کرپال سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس جلندھر۔ آپ کی معجون کیا ہے آب حیات ہے۔ مردہ ہڈیوں میں جان ڈالتا دل و دماغ کو ہر وقت خوش رکھنا۔ دراصل سے بڑھ کر طاقت پیدا کرنا آپ کی معجون کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ دوماہ سے احتلام بالکل نہیں ہوا ..... وغیرہ (۴) جناب ہنس گیا چند صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب۔ میں آپ کی اننت بل رسائن کے واقعی ایک لاثانی مقوی دوائی ثابت ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں مریض کہتا ہے اس معجون سے اس کے جسم میں ایک روح آ گئی ہے اس پبلک خدمت کا ثمرہ پرماتما دیں۔ (۵) جناب منشی سید احمد صاحب پوسٹ ماسٹر رڈس ضلع سیالکوٹ۔ میں انعامی سلسلہ میں آپ سے جو طلا مایوسین کی چار روپیہ مقررہ قیمت والی شیشی مفت ایک روپیہ عوض منگائی تھی اسکے استعمال کر کے مریض کو دیکھی جادو نما اثر ہوا اور آپ کے نیک خیالات میں وسعت ہے ..... وغیرہ (۶) بارہ برس کے پرانے مرض سوزاک کے ایک مریض کی دردناک تحریر جناب پنڈت کشن چند جی شرما پٹواری از مقام دلتو تحصیل قصور ضلع لاہور سوزاک کی بلا برس کی تکلیف تھی اور اب وہ بیمار تنگ آ گیا تھا اسکی زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی تھی دوستوں اور عزیزوں کو کہتا تھا کہ اب کوئی دم کی بات ہے پیشاب کرتے وقت وہ دھاڑیں مار کر روتا تھا کہ ہائے ایشور میں مر گیا آپکی ضعیفہ والدہ اسکو دیکھ کر غش کھا جاتی اور ستری تصویر کیسلیے بال سال ہو جاتی۔ خویش و اقارب آنسو بھر لاتے۔ اور مریض سرد ہو کر کر ہکل ہو جاتا۔ موت کے منہ میں تڑپتا۔ غرضیکہ اس کی دردناک کہانی کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ آخر بارہ برس کے بیمار و تڑپتی کی طرح [illegible] سنی گئی اور آپکا اشتہار دیکھ کر آپ سے دوائی منگائی۔ دوائی کیا تھی جادو تھی۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے اب یہ حال ہے کہ جب وہ پیشاب کرتا ہے تو بلا تکلیف کے زور زور سے ہاتھ اٹھا کر پکارتا ہے۔ حکیم میا داس تیرا جہان میں بھلا ہو۔ تیری عمر دراز تیرے خاندان نے میری جان بچائی اور اس کی زبان پر یہ شعر آپکی شان میں ورد رہتے ہیں کہ بے شبہ دعوت بلیندہ وہ کرتا فوتی زندہ

دنیا میں اگر آج فلاطون ہوتا ۔ جب تلک قائم رہے پرماتما یہ آسماں ۔ تب تلک زندہ رہے میا داس! با عز و شاں۔ مریض کو دیکھ کر لوگ آپ کے اوصاف مسیحائی پر حیران ہوتے ہیں . . . . وغیرہ" چار صفحات کا طویل خط ہے جس میں اتنی تعریف ہے کہ حکیم میا داس جی شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتے (بندہ مشتہر)

اشتہار لمبا ہو گیا ہے باقی تازہ شہادتیں آئندہ۔ قیمت حسب ذیل ہے (۱) اننت بل رسائن مقررہ چھ روپیہ۔ رعایتی چار روپیہ بیس تولہ کے لئے جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے۔

(۲) طلا مایوسین۔ مقررہ چار روپیہ رعایتی دو روپیہ شیشی ۱/۲ (۳) کام جیت وٹی یہ تازہ طیار کردہ ہے اجزا تبت کے پہاڑ اور گوداوری دریا کے کنارے سے بمشکل دستیاب ہوئے ہیں۔ ستر بہتر سال تک کی عمر کے گئے گذرے بڈھوں اور نامردوں کو نئی شادی کا خواہشمند نہ بنا دیوے تو قیمت بھی واپس اور ہماری شکایت اخبارات میں شائع کرنے کے لئے خرچ بھی ہمارا۔ قیمت چالیس گولی مقررہ پندرہ روپیہ رعایتی دس روپیہ۔ بیس گولی سے کم روانہ بدنامی کا اندیشہ ہے۔

(۴) شربت سوزاک وغیرہ برائے ایک ہفتہ مقررہ قیمت چھ روپیہ رعایتی صہ (۵) امرت چورن جریان و احتلام کی سل و اکسیر دوائی برائے تین ہفتہ مقررہ تین روپیہ رعایتی اڑھائی روپیہ اس دوائی کے متعلق دو ہزار سارٹیفکیٹ موجود ہیں۔ (۶) عجیب الاثر رہا ترشی اثر دور نہیں ہوتا۔ مقررہ قیمت تین روپیہ درجن رعایتی دو روپیہ محصول سب کا معاف۔ دیگر امراض کی اکسیر ادویات بھی دو تہائی قیمت پر یکم جون ۱۹۱۲ء تک جھوٹ کا ایک لفظ ہمارے لئے گناہ کبیرہ۔ جس کا اطمینان جم سکے وہ منگا دے کسی کی خوشامد نہیں۔

المشتہر

آنریری منیجر بھارت سیوک اوشدھالیہ ۔ گجرات (پنجاب)

خاص زمانہ

ایک روپیہ میں تیرہ سو صفحات والی کتابیں

نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ
فتح بنگال	۲۶۲	دلنشین	۱۵۲	[illegible]	[illegible]
مصائب [illegible]	۹۰	گردش افلاک	۸۴	[illegible]	۳۰
ہند و مذہب	۳۰	رس کا ٹکڑا	۵۲	[illegible]	۵۰
لیلیٰ [illegible]	[illegible]	قصہ سلاطین بساں	۶۵	[illegible]	۳۲

ایک روپیہ میں بارہ سو صفحات والی کتابیں

ایک روپیہ میں ایک ہزار صفحات والی کتابیں

ایک روپیہ میں نو سو صفحات

سائنٹیفک

ترجمے

اور یجنل

متفرق

ایک روپیہ میں ایک ہزار صفحات والی کتابیں

اوریجنل ناول

پنجاب کتب

[illegible]

سفرنامہ محمود سلمہ الودود

الحکم میں ایک دینی سفر کے عنوان سے اس سفر کے مسلسل حالات شروع کئے گئے تھے۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے معہ مولوی سید سرور شاہ صاحب مولوی قاضی میر حسین صاحب و مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مولوی سید عبدالحی عرب صاحب و خاکسار راقم ہندوستان کی اسلامی تعلیم گاہوں کے طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم وغیرہ امور کو دیکھنے کی غرض سے ۴ اپریل کو شروع کیا تھا۔ میرا اپنا خیال یہی تھا کہ اس سفر کے کل حالات الحکم میں شائع کر دئے جاویں لیکن سفر کے خاتمہ تک اسقدر مجموعہ امور قابل اندراج کا جمع ہو گیا۔ کہ انکو الحکم میں شائع کرنا مشکل معلوم ہے لگا۔ علاوہ بریں کل حالات کے شائع ہونے کے لئے ناظرین کو عرصہ دراز تک انتظار کرنا ضروری ہوتا۔ باوجود اس کے بھی میری یہی رائے تھی کہ میں اس سفرنامہ کو اخبار ہی کے ذریعہ شائع کرتا۔ مگر بعض مخلص دوستوں نے مجبور کیا کہ اس سفرنامہ کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کرنا چاہیے۔ تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ زیادہ مفید اور موثر ہو سکے۔ اس لئے مجھے اپنے مخلص احباب کے مشورہ پر کاربند ہونا پڑا۔ آئندہ یہ سفرنامہ الحکم کے ذریعہ شائع نہ ہوگا۔ مگر انشاء اللہ العزیز ایک سفرنامہ کی صورت میں جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کیجاویگی۔ اس سفرنامہ میں جہاں ہندوستان کے مشہور اسلامی مدارس کے حالات پر روشنی ڈالی جاویگی وہاں حتی الوسع ان شہروں کے مسلمانوں کی عام حالت پر بھی ایک تنقیدی نظر ہوگی جہاں جہاں یہ اسلامی مدارس واقع ہیں اور اسی ضمن میں ان کو بھی انشاء اللہ العزیز بیان کرنے کی کوشش کی جاویگی جو ان شہروں اور علاقوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سفر محض اسلامی تعلیم گاہوں کے معائنہ کے لئے کیا گیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل سے میں نے آنکھ بند کر کے نہیں بلکہ کھلی آنکھوں سے کیا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مختلف مقامات پر جو پبلک تقریریں کی ہیں وہ سب کی سب اس میں انشاء اللہ العزیز درج ہونگی۔ اور مختلف علماء سے جو مکالمے ہمکو کرنے پڑے ہیں ان کو بھی اس سفرنامہ میں درج کر دیا جاویگا۔ چونکہ اس سفرنامہ کے بشکل کتاب شائع ہونے میں بھی ایک وقت لگیگا اس لئے یہ ضروری ہوا کہ اجمالی طور پر اس سفر کے ضروری ضروری حالات آج کے اخبار میں شائع کر دئے جاویں وباللہ التوفیق (ایڈیٹر)

ہردوار گروکل کانگڑی کے مدرسہ اور کالج کو دیکھ کر واپسی پر ہم نے ہردوار میں اس مقام کو دیکھا جسکو ہر کی پوڑی کہتے ہیں یہاں کا نظارہ جہاں ایک طرف ہندو قوم کی اس مذہبی ارادت کا منظر ہے جو انکو دریائے گنگا کے ساتھ ہے وہاں وہ ہندو قوم کی **سوشل حالت** کو آشکارا کرتا ہے کہ کس طرح اس قوم کی مستورات بلا لحاظ حیا و شرم سینکڑوں نہیں ہزاروں مردوں کے سامنے ننگے نہانے میں مضائقہ نہیں کرتیں۔ وہاں کے پنڈوں کی حالت بھی عجیب اور قابل غور ہے کہ ہندوؤں کی وہ مذہبی ارادت جو انھیں پنجاب و ہند کے مختلف اضلاع سے کھینچکر وہاں لاتی ہے۔ وہاں کے رہنے والوں پر اس سے زیادہ موثر نہیں کہ انہیں اول درجہ کا ہوشیار دنیا دار بنا دے۔ حقیقت میں بت پرستی اور وہم پرستی کے یہ کرشمے نئے اور انوکھے نہیں ہیں وہ قوم جو ایک دریا کو اپنی نجات کا ذریعہ اور ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ قرار دیتی ہو اس کا اس طرح پر ان کے ہاتھوں منڈ جانا کچھ بھی تعجب خیز نہیں ہے۔ اس نظارہ کو عبرت اور دلچسپی سے دیکھتے ہوئے ہم لکھنؤ کو روانہ ہوئے اور ۵ اپریل ۱۹۱۲ء کو آٹھ

لکھنؤ بجے کے قریب ہم لکھنؤ پہنچے۔ ہردوار سے ہم نے پنجاب میل کی بجائے ایک معمولی مسافر گاڑی میں پہلے ہی پہنچ گئے۔ لکھنؤ سٹیشن پر **ندوۃ العلماء** کی کمیٹی **استقبالیہ** کے دارالعلوم کے **والنٹیرز** موجود تھے۔ انھوں نے ہمارا اسباب نکلوا کر گاڑیوں میں رکھا لکھنؤ کے اسٹیشن پر اسی گاڑی سے ہمارے بھائی شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر علیگڈھ کالج بھی اترتے ہوئے مل گئے جنکو مل کر طبیعت میں خاص خوشی پیدا ہوئی۔ ندوۃ کے والنٹیر صاحبان ہمکو گولہ گنج کے دارالعلوم میں لے گئے

کوئی امیر نہیں میں جتنے ندوۃ العلماء ان والنٹیرز صاحبان سے دریافت کیا کہ کیوں صاحب! آپ کا **امیر** کون ہے؟ تو انھوں نے بڑی بے تکلفی سے جواب دیا کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ **آفیسر** اور امیر ہیں اور کسی خاص کو ہمارا امیر مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ سنکر ہمارے قافلہ کو تعجب ہوا کہ وہ قوم جو دعوی کرکے اٹھی ہے کہ وہ **اسلام** کی علمی اور عملی اشاعت کریگی ابھی یہ جانتی ہے کہ اسلام کے اس زبردست اصل کو جو اتحاد اور اتفاق کے شیرازہ کا [illegible] ترک کر بیٹھی ہے۔ اور باوجود اس کے مسلمانوں کو [illegible] کہ ایک مرکز کی ضرورت ہے اس افسوس کو [illegible] ہوئے ہم گولہ گنج کے دارالعلوم میں پہنچے جہاں ہمارا عارضی قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

سید رشید رضا کی آمد [illegible] ایڈیٹر المنار [illegible] تھے۔ ان کے استقبال کے لئے پہلے سے بلایا گیا تھا ہمارے احباب بھی استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے مگر [illegible] یہ دیکھ کر [illegible] ہوئی کہ ہم اس گاڑی سے نہ اترے [illegible] کے استقبال کے لئے لکھنؤ کی عام اسلامی پبلک موجود نہ تھی بہت ہی مختصر سا مجمع تھا جس میں [illegible] معتمد دارالعلوم کے [illegible] شبلی صاحب